۱۱۔ عرس اور میلے

عربی لغت کی رُو سے ''ع رس'' کا مادہ شادی اور اس کے متعلقات میں عام طور پر مستعمل ہے۔ ❶

مگر موجودہ تصوف میں ''عرس'' اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی اور فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے۔ ❷

قبور و مزارات پر سالانہ اجتماع ''عرس'' بھی شرک کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ''تاریخ انگلستان'' سے معلوم پڑتا ہے کہ عیسائیوں کے پادریوں نے ایسے اجتماعات مقرر کر رکھے تھے۔ رومن کیتھولک میں خانقاہ پرستی کا شدت سے رواج تھا۔ خانقاہوں کے نام جاگیریں اور اوقاف کثرت سے تھے۔ جن پر پاپوں کے چیلے قابض رہتے تھے۔ جو زائرین سے ہدیے اور نذرانے وصول کر کے انہیں ''معافی نامے'' لکھ دیتے تھے، اور ''معافی نامے'' لینے والوں کو پورا یقین دلایا جاتا تھا کہ ان معافی ناموں کی بدولت انہیں مرنے کے بعد بُرے اعمال کی سزا بھگتے بغیر نجات ابدی حاصل ہو جائے گی، بدچلن مجاوروں کی وجہ سے خانقاہیں فحاشی اور سیاہ کاری کا مرکز بن گئیں اور عیسائی مذہب کا تصور صرف اس حد تک محدود ہو گیا کہ ''ان خدائی اڈوں'' پر کسی نہ کسی صورت میں پہنچ کر سند نجات حاصل کر لینا ہی سعادت کی کھلی دلیل ہے۔ ❸

اسی طرح اہل ہند میں قدیم سے یہ رسم موجود ہے کہ وہ حصول مغفرت اور تحصیل مقاصد اور دیگر اغراض کے لیے ایک دفعہ مزعومہ مقامات میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ جانے کو کامیابی اور کامرانی کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہنود اسی طرح اسی غرض سے آج بھی گنگا جمنا وغیرہ پر ہر سال جمع ہوتے ہیں، نذریں اور نیازیں دیتے ہیں، اور سادھوؤں کے حضور

---

❶ مصباح اللغات، ص: ۵۴۲

❷ عرس اور میلے از مولانا عطاء اللہ حنیف

❸ تاریخ انگلستان۔

نذرانے پیش کر کے سندِ نجات حاصل کرتے ہیں، اوراس موقع پر وہاں اس قدر اناج اور مال وزر جمع ہو جاتا ہے کہ کسی متمول حکومت کا ''خزانہ عامرہ'' بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

بالکل یہی کیفیت نام نہاد مسلمانوں کی ہے بلکہ یہ لوگ اس سے بھی زیادہ التزام وانتظام اور عقیدت کے ساتھ قبروں پر میلے لگاتے ہیں اور اجتماعات کرتے ہیں، اور ہر علاقہ سے ان درگاہوں پر پہنچنے کے لیے ''شدرحال'' کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ اِن درگاہوں پر پہنچتے ہیں تو وہ سب کچھ کرتے ہیں جو ہندو میلہ گاہوں میں بجالاتے ہیں، اور روضوں کا کلس دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں، جبین نیاز کو جھکاتے ہیں، کوئی دہلیز پر جھکتا ہے تو کوئی سیڑھیوں پر ناک رگڑنے لگتا ہے، کوئی طواف میں مصروف ہوتا ہے تو کوئی مجاور بن کر بیٹھا ہے، کوئی کالے رنگ کے بکرے مجاورین قبر کے حوالے کر رہا ہے تو کوئی شمع وزیت اور درہم و دینار کی صورت میں اپنی نذر پوری کر رہا ہے، الغرض ان اعراس اور میلوں میں رسوم مشرکانہ کی ایسی نمائش ہوتی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان کا ایمان لرز اُٹھتا ہے اور انسانیت اور خودی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیے! نبی کریم ﷺ نے ایسا اجتماع خود اپنی قبر کے لیے بھی جائز نہیں رکھا، آپ ﷺ نے وصیت فرمائی:

((لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْداً.)) ❶

''تم میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔''

عید میں تین چیزیں لازم ہیں: ایک اجتماع، دوسری تعین وقت، تیسرے فرحت۔ تو ممانعت کا خلاصہ یہ ہوا کہ میری قبر پر کسی یوم معین میں سامانِ فرحت کے ساتھ اجتماع نہ کرنا۔ پس جب رسول کریم ﷺ کی قبر پر ایسا پر تکلف اجتماع و میلہ جائز نہیں، تو کسی اور کی قبر پر ایسا اجتماع کیوں کر جائز ہوگا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

---

❶ صحیح أبو داؤد للألبانی، کتاب المناسك، باب زیارة القبور، رقم: ۲۰۴۲.

((هٰذَا اِشَارَةٌ إِلیٰ سَدِّ مَدْخَلِ التَّحْرِيْفِ كَمَا فَعَلَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى بِقُبُوْرِ اَنْبِيَاءِ هِمْ وَجَعَلُوْهَا عِيْدًا وَمَوْسِمًا بِمَنْزِلَةِ الْحَجِّ.)) [1]

''اس حدیث میں تحریف کے دروازے کی بندش کی طرف اشارہ ہے۔جیسا کہ یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔انہوں نے انہیں حج کی طرح موسم اور عید بنا ڈالا۔''

تفہیمات الٰہیہ(۲/۶۴) میں لکھتے ہیں:

((وَمِنْ اَعْظَمِ الْبِدْعِ مَا اخْتَرَعُوْا فِي أَمْرِ الْقُبُوْرِ وَاتَّخَذُوْهَا عِيْدًا.))

''اور بڑی بدعات میں سے یہ بھی ہے جو انہوں نے قبورِ اولیاء کے متعلق اختراع کر رکھا ہے، اور انہیں میلہ گاہ بنا لیا ہے۔''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((وَهٰذَا مَرَضٌ ...... بَعْضِ الْغُلَاةِ مِنْ مُنَافِقِيْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمِنَا هٰذَا .)) [2]

''اور یہ وہ بیماری ہے جس میں اُمت محمدیہ ﷺ کے بعض غالی قسم کے منافق مبتلا ہیں۔''

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:

((جمع شدن برقبور که مرد ماں یک روز معین ولباسہائے فاخرہ و نفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ برقبر یا جمع مے شود رقص و مزامیر و دیگر بدعات مصنوعه مثل سجود برائے قبور و طواف کردن قبورے نما ہند حرام و ممنوع است.بلکه بعض سجدہ کومے شود و ہمیں است

---

[1] حجة الله البالغة، مبحث في الأذكار و ما يتعلق بها: ٢/ ٧٧

[2] حجة الله البالغة: ١/ ٦١.

محمول ایں دو حدیث لَا تَجعَلُوا قَبرِیُ عِیداً ...... و ...... اَللّٰھُمَّ لَا تَجعَلُ قَبرِیُ وَثُنًا یُعبَدُ......الخ)) ❶

''یعنی قبروں پر سالانہ اکٹھ کرنا، اور اس میں عید کی طرح لباس فاخرہ پہن کر جانا، اس میں ناچ، ڈھول ڈھمکے، ان پر سجدے اور طواف سب حرام ہیں، بلکہ ان کے ارتکاب سے کفر وشرک تک کا خدشہ ہے، دو احادیث پر محمول کرتے ہوئے: ''تم میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا'' اور ''اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے۔''

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

((لَا یَجُوزُ مَا یَفعَلُهُ الجُهَّالِ لِقُبُوُرِ الاَوُلِیَاءِ وَالشُّهَدَاءِ مِنَ السُّجُوُدِ وَالطَّوَافِ حَوُلَهَا ، وَاتِّخَاذِ السُّرُجِ وَالمَسَاجِدِ عَلَیُهَا ، وَمِنَ الِاجُتِمَاعِ بَعُدَ الحَوُلِ كَالاَعُیَادِ وَیُسَمُّوُنَهُ عُرُسًا .)) ❷

''اور یہ جو جاہل (پیر اور مفاد پرست گدی نشین) اولیاء اور شہداء کی قبروں پر چراغاں کرتے ہیں، اور سجدے، طواف کرتے ہیں، اور وہاں مسجدیں بناتے ہیں اور سال بہ سال عید کی طرح وہاں جمع ہونا جس کا نام انہوں نے عُرس رکھا ہوا ہے، قطعاً ناجائز ہے۔''

مولانا محمد اسحاق لکھتے ہیں:

((مقرر کردن روز عرس جائز نیست.)) ❸

''یعنی عرس کرنا جائز نہیں۔''

پس شریعت اسلامیہ کی رُو سے عُرس کرنا، فرض ہے نہ واجب، سنت ہے اور نہ مستحب، بلکہ احادیث نبویہ ﷺ میں صراحتاً اعراس کی ممانعت آئی ہے، کیونکہ ان میں ایک تو

---

❶ ملحض از فتاویٰ عزیزیه : ۱/ ٤٠
❷ تفیسر مظهری : ٢/ ٦٥
❸ اربعین مسائل، ص: ۲۸

مشرکین کے ساتھ مشابہت ہے، دوسرا یہ شرک کا زبردست ذریعہ ہیں، نیز ان میلوں میں بے شمار سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی نقصانات ہیں، جن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ان افعال شنیعہ کا ارتکاب کرنے والے حضرات صوفیہ کے نام اور حنفی مکتب کی تقلید کا دم بھرتے ہیں، حالانکہ ان صوفیاء کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اسلام کا صافی چشمہ ان بدعات سے آلودہ نہ ہو، اوراصحاب علم وتحقیق حنفیہ کرام واشگاف طور پر ان مشرکانہ رسوم و عادات کی تردید کرتے رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ (فافهم)